

منظور: بی بی جی زنانیوں کے پچھلے ساک نہیں ہونے چاہئیں..... پچھلے ساک بڑا کپت ڈالتے ہیں۔

آپا: اچھا چپ کرو (آواز دے کر) نگینہ..... نگینہ!
منظور: اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟

آپا: ہاں بتاؤ!
منظور: نگینہ بی بی پلاسٹک کے کلپ لگا کر، ککھ ڈورے کی چنی سر پر کر کے، نویں قصوری جتی پیروں میں اڑنب کے وٹو وٹی، کھالیوں کھالی، پیلو پیلی گئی ہے۔
آپا: کدھر گئی ہے نگینہ؟

منظور: لوجی اب سارے جہاں کی حاضری منظور نے تھوڑی لینی ہے! اپنی اپنی مرضی کرن دو سب کو..... خیر سے سب بالغ ہیں..... ووٹ دینے کے قابل ہیں! بابا جی سمیت۔
آپا: جادف ہو جا میری نظروں سے۔

منظور: کتنی دیر کے لئے؟
آپا: ہمیشہ کے لئے!

منظور: پٹھے پانوں گے بھوری جج کو..... نالے گوتاوا کر لو گے آپنی؟
آپا: دفع ہو جانور!

منظور: اچھا جی..... لٹو، اس قدر اوکھے کیوں ہو رہے ہو.....!
(جانے لگتا ہے، آپا لائین کی جی اونچی کرتی ہے، پھر آواز دیتی ہے۔)
آپا: منظور!

منظور: (واپس آتا ہے۔ راستے میں دونوں تالیوں سے مچھر مارتا ہے) جی..... فرمائیے!
آپا: میاں جی کو دیکھا ہے؟

منظور: دیکھا ہے لیکن بتانا نہیں ہے، چاہے آپ میری چڑی اتار دیں۔
آپا: کہاں ہیں؟

منظور: ٹیوب ویل پر..... اب آگے میں نہیں بتاؤں گا۔
آپا: کیا کر رہے ہیں وہاں اتنی رات گئے؟

منظور: موج میلا..... دل لگی..... ہنسی مذاق..... جو مرد ذاتوں کا کام ہے۔ زیادہ مت پوچھیں، میں اپنی جان کی قسم کھا کر آیا ہوں میاں جی کے ساتھ۔

آپا: بتا کون تھا وہاں..... کون کون تھا؟

منظور: لمبردار..... پٹواری..... فقیر محمد..... فقیر محمد کی سوانی..... بیگو..... عائشہ! تنور پر پک رئے تھے پر اٹھے..... تیتر بھونے جارہے تھے۔ آپ کے میاں جی ہنس رہے تھے۔

آپا: اس وقت؟

منظور: بادشاہو، کیوں اس وقت کیوں پر اٹھے نہیں پک سکتے! کوئی گھی مانگنے جاتا ہے کسی سے کہ آٹا ختم ہو جاتا ہے ہم لوگوں کی طرح ہر دوسرے دن۔

(اس وقت ابا اندر داخل ہوتا ہے۔ آپا کے اندر جو غصہ اس وقت تک جمع ہو رہا تھا باپ پر نکلتا ہے۔)

آپا: ابا جی!

ابا: (جھینپو سا ہو کر) جی!

آپا: کہاں گئے تھے آپ؟

ابا: (گھبرا کر) کہیں نہیں، سٹیشن پر گیا تھا بیٹے۔

آپا: سٹیشن پر آپ کی کونسی سواری آرہی تھی؟

ابا: میرا خیال تھا کہ..... کہ شاید کوئی سواری آرہی ہو اور..... اور اسے گھر کا راستہ نہ ملے۔

آپا: (منظور سے) چل، کیا کھڑا دیکھ رہا ہے..... دفع ہو جا! (منظور جاتا ہے۔)

اس روز دینا چار آپ کو نہر کی پلی سے پکڑ کر لایا، آج آپ سٹیشن روانہ ہو گئے۔ کس

نے آپ کو یہ عقل دی تھی..... کس نے آپ کو یہ حکمت سکھائی تھی؟

بابا: (لجاجت سے) بس..... کسی نے نہیں را شدہ۔ کبھی کبھی یہ دل بھی الٹی کھوپڑی کا

بن جاتا ہے..... سنتا نہیں کسی کی۔

آپا: آپ کیوں اس کا انتظار کرتے ہیں؟ ستارہ کی شادی ہو گئی ہے، اب وہ ہماری کیا لگتی

ہے..... کیا رشتہ ہے اس کا ہم سے!

تم لوگوں کی شاید کچھ بھی نہیں لگتی لیکن..... اس دنیا میں شاید آدمی اسی کا رشتہ دار ہوتا ہے جس کو وہ یاد کرے، کرتا رہے، کرتا ہی چلا جائے!

(دکھ سے رو کر) پہلے کون سے سکھ ملے ہیں ہمیں جھولی بھر بھر کر جو آپ اس میں یہ الجھنیں پیدا کر دیتے ہیں۔ اباجی! شادی کے بعد تو دنیا جہاں کے نقص دیے ہی نکل آتے ہیں عورت میں، پھر آپ سمجھتے کیوں نہیں! جب آپ جیسے مہربان اور..... اور مشکلات پیدا کرتے ہیں تو.....

تو مت رو راشدہ..... اب میں سٹیشن پر نہیں جاؤں گا۔
جس شکل کو دیکھ کر سسرال والے لڑکی بیاہ کر لے جاتے ہیں اباجی، پہلے اسی شکل میں سو نقص نکلتے ہیں..... پھر اندر باہر کوئی ناکہ ایسا نہیں ہوتا جو ادھر نہ جائے..... کوئی سلائی ترپائی میکے گھر کی باقی نہیں رہتی۔ کپڑا ایسا جاتا ہے سسرال والوں کی مرضی کا۔

دیکھ ستارہ مت رو۔
آپ ستارہ کو کب بھولیں گے اباجی؟
بے وقوف، اسے یاد کرنے والے کتنے ہوں گے اس دنیا میں..... ایک نہیں تو دو۔
ایسے لوگوں کو کوئی یاد نہیں کیا کرتا..... ان کی چمڑی کسی کو پیاری نہیں ہوتی..... ان کا کام پیارا ہوتا ہے سب کو۔

کٹ

سین 10 آؤٹ ڈور دن

(سکندر ذرا فاصلے پر سے سمندر میں ایک پتھر پھینکتا ہے۔ عاشی اس وقت لمبی کرسی میں نیم دراز تلے ہوئے prawns کھا رہی ہے۔ وہ اٹھ کر سکندر کے پاس آتی ہے۔ سکندر نے اس وقت trunks پہن رکھے ہیں جیسے وہ تیر کر ابھی ابھی باہر نکلا ہو۔)

(پاس آ کر) کوئی یاد آرہا ہے؟

عاشی:

سکندر: کون؟

عاشی: کوئی!

سکندر: (زہر خند کے ساتھ) میں اگر یاد کرنے والوں میں سے ہوتا تو یہاں کبھی نہ آتا۔

عاشی: پھر..... یہ کیسی ادا سی ہے؟

سکندر: ہر انسان کو خوش رہنے کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اس رہنے کا!

عاشی: آگتا گئے ہو؟

سکندر: ابھی نہیں!

عاشی: پھر..... پھر کیا ہے؟ guilt.....؟

سکندر: میں نے آج تک guilt سے کبھی suffer نہیں کیا..... جو کچھ ہو جاتا ہے، ہو چکتا

ہے اسے guilt اور بھی مکروہ بنا دیتی ہے۔

عاشی: تم نے پھر کیا سوچا ہے؟

سکندر: کس بارے میں؟

عاشی: لاہور جا کر ہم کیسے رہیں گے..... یہ سارا مسئلہ کیسے حل ہوگا؟

سکندر: عاشی! ہر انسان جیسے رہنا چاہتا ہے ویسے رہ نہیں سکتا کیونکہ ایک کائناتی تبدیلی ہمیشہ

اس کے نقش قدم پر ابھرتی رہتی ہے جیسے موسم بدلتے رہتے ہیں..... ہر چیز بدلتی

ہے..... عمر، جذبات..... حالات، سب کچھ۔ ہم ہمیشہ جوان رہنا چاہتے ہیں، ہمیشہ

محبت کرنا چاہتے ہیں، لیکن ایسے ہو نہیں سکتا۔

عاشی: تم کو مجھ سے محبت نہیں رہی سکندر!

سکندر: (عاشی کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر ایسے کہ اس کا ہیر سائل خراب ہو جاتا ہے) یہ

ہماری ڈیوٹی کیوں ہے کہ ہم ہر وقت اپنی محبت کا یقین دلاتے ہیں تم لوگوں کو.....

محبت گانے کی Retake کیوں بن جاتی ہے؟

عاشی: ہمیں ڈر جو لگا رہتا ہے!

سکندر: تم لوگوں کو بھی ہم سے ڈر نہیں لگتا، تمہیں بھی صرف تبدیلی سے ڈر لگتا ہے۔ تم

جانتی ہو کہ سب کچھ..... کائنات کا ہر ذرہ ہر لمحے، ہر وقت تبدیل ہو رہا

ہے..... ایسے (ایسے پلیٹ اٹھا کر پانی کی سطح پر پھینکتا ہے) پانی کی سطح کی طرح ابھی ساکت ہے اور ابھی..... کانپتا ہوا۔ خوف سے لرزتا ہوا.....
(کیمرہ اس کے ہاتھ کے ساتھ ہی سطح سمندر پر جاتا ہے اور پلیٹ کی وجہ سے یکدم پانی میں لرزاہٹ پیدا ہوتی ہے۔)

کٹ

سین 11 آؤٹ ڈور دن

(جس موڑ پر پہلی قسط میں ستارہ اور سکندر ملے تھے، اس موڑ سے دیکھتے ہیں کہ نہر کے کنارے ستارہ بیٹھی ہے۔ پچھلے سین میں جب پانی کی سطح پر پلیٹ گرتی ہے تو ڈزالو کر کے وہ کاغذ کی کشتی میں بدل جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ دکھاتے ہیں کہ ستارہ نہر کنارے بیٹھی ہے اور کاغذ کی کشتی بنارہی ہے۔ پھر وہ اس کشتی کو بھی پانی میں بہا دیتی ہے۔)

کٹ

سین 12 آؤٹ ڈور دن

(سطح آپ پر کاغذ کی کئی کشتیاں جارہی ہیں۔ آہستہ آہستہ پہلے ایک ڈوبتی ہے، پھر دوسری، پھر تیسری..... ساری کشتیاں ڈوبتی چلی جاتی ہیں۔ ستارہ پر کیمرہ آتا ہے۔ وہ اُنکھیں بند کرتی ہے۔ جلدی سے اٹھتی ہے، پل پر پہنچتی ہے۔ یہاں اس کی کار کھڑی ہے۔ کار میں بیٹھ کر کار چلاتی ہے۔)

کٹ

سین 13 آؤٹ ڈور دن

(پورچ میں ستارہ کی کار آکر کھڑی ہوتی ہے۔ کار میں ڈرائیور کی ساتھ والی سیٹ پر سے

ماسٹر لطیف اتر کر برآمدے میں آتا ہے اور کھٹنی بجاتا ہے۔ ایک ملازم اندر سے آتا ہے۔

ملازم: جی فرماؤ!

لطیف: سیٹھ صاحب اندر ہیں؟

ملازم: کون سیٹھ صاحب؟

لطیف: سیٹھ عنایت!

ملازم: کیا کام ہے؟

لطیف: چن میرے پہلے یہ تو بتا کہ اندر ہیں کہ نہیں؟

ملازم: ہوں یا نہ ہوں، سیٹھ صاحب کا حکم ہے..... کام بتاؤ پہلے۔

لطیف: تم ان سے کہو ستارہ بی بی آئی ہیں۔

ملازم: کون ستارہ بی بی؟ اس نام کی کوئی ایکٹریس ان کی فلم میں کام نہیں کرتی۔

لطیف: اللہ ایمان دے تجھے، جاندر بتا تو سہی۔ ہم سیٹھ صاحب کے پاس آئے ہیں، تھانے

تو نہیں آئے بھائی میرے۔ جاشا باش! (ملازم اندر جاتا ہے)

کٹ

سین 14 ان ڈور دن

(سیٹھ صاحب کا سٹوڈیو ٹائپ ڈرائنگ روم۔ میمن بوہروں والے لب و لہجے میں سیٹھ

بولتا ہے۔ لطیف اور ستارہ گم سم بیٹھے ہیں۔ سیٹھ محبت سے چائے بنا رہا ہے۔)

سیٹھ: ارے اتانا تم کمایا تم نے ستارہ بی بی..... خدا رسول کی قسم ہم نے بولا سکندر کو کہ جو

جرا آدمی کا بچہ ہے تو ایسا بیوی کا پاؤں دھو دھو پیو..... کھڑی کھیتی حوالے کر دی

تمہارا جو روئے تمہارے نام..... گریٹ عورت گریٹ!

لطیف: ہاں ہاں سیٹھ صاحب، سکندر صاحب کی لاٹری نکل آئی یوں سمجھے..... قسمت بنا

گئی ان کی۔

سیٹھ: ڈربہ نکل آیا ڈربہ..... ایسا مالدار، مشہور بی بی ملا اور پھر کام چھوڑ دیا میدان اس کے حق میں کر کے۔ اللہ اللہ اللہ..... اللہ! ہم اپنی بیگم کے ساتھ روج روج تمہاری مثال دیو رہیں۔ یہ جو ہماری برادری کی عورت ذات ہیں ناں، ان کو اپنے باپ کے پیسے کا بہت گھمنڈ چڑھا ہووے..... ناک ماتھے پر رکھے سب عورت۔
(ستارہ لطیف کو اشارہ کرتی ہے کہ تم سکندر کے بارے میں پوچھو۔)

لطف: وہ جی سیٹھ صاحب.....
سیٹھ: کھاؤ کھاؤ..... پکڑیاں سب گھر کا بنا ہے، کھاؤ..... جب ہم نے کام شروع کیا ناں تو اپنے سر کے ساتھ..... سر ہمارا شریف آدمی، تین جج کیا..... سامان unloading کا کاروبار اس کا کماڑی پر، منہ میں جہان نہیں..... اب ہم ایک دم novice، نیا آدمی..... لیکن خاندانی دماغ بھی اچھا ہمارا..... کھاؤ، کیلا لو..... سندھ کا کیلا ہے۔ لو ستارہ بی بی..... بہت میٹھا ہے۔
وہ جی ایک بات کرنی تھی!

سیٹھ: کاروباری باتیں تو چھوڑو بابا..... ہم سکندر کو سارا money دیا تمہاری کھاتہ..... ہمارے جیسے اس کا پائی نہیں۔ (آنکھ مار کر) وہسکی شراب مفت!
(ستارہ اور لطیف با معنی انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں۔)

لطف: سیٹھ صاحب! ایک بات تھی چھوٹی سی..... اللہ آپ کو ایمان دے!
سیٹھ: (ہنس کر) بات کریں گا، کریں گا..... کریں گے کیوں نہیں۔ ہم تو سارا دن بات ہی کریں گے بابا۔ تم ہمارا بی بی کو جو رول کر جانا ہے ستارہ..... صبح وشام ہمارے ساتھ ایک ہی مٹھا پھوڑی۔ بس..... بولے تو کیا بولے کہ ہمارے ابا کے گھر میں چاندی کے بالنس تھے۔ تھے..... تھے..... میں نے ان آنکھوں سے دیکھے، گناہ گار آنکھوں سے..... چاندی کے اگلدان رکھے تھے، ہر کمرے میں..... تھوکتنا ہے، چاندی کا اگلدان ہو یا پیتل کا ہو..... ایسا بھینس کا دماغ ہے، مانتی نہیں کہ ہم اس کا باپ سے بھی امیر ہے۔ ہم دس چاندی کے اگلدان خریدیں یا خیرات کر دیں خرید کر..... پانچ پانچ فلموں میں ہمارا ایڈوانس لگا ہے۔

- ستارہ: سیٹھ صاحب! سکندر صاحب کراچی سے کب واپس آرہے ہیں؟
- سیٹھ: مجھ کو بولاتین دن میں آئے گا..... بد معاش آج سات دن نکلا، فون تک نہیں کیا۔
الٹی کھوپڑی کا آدمی ادھر سے فون کرتا ہے، کراچی سے..... میں بیمار پڑ گیا سیٹھ صاحب۔ حرامی ہے، حرامی..... بیمار شمار کچھ نہیں، جوان ہے۔ کیوں بیمار ہے کیا؟
ستارہ: (نظریں جھکا کر) جی نہیں، بیمار تو نہیں ہے۔
- سیٹھ: یہ جو تم لوگ پنجاب میں ہے ناں، ادھر مرد جوان ہوتا ہے..... عورتوں کے پیچھے بھاگتا ہے..... پیسہ کو آگ لگاتا ہے..... شادی کرتا ہے..... طلاق دیتا ہے..... چرا کھیتا ہے..... ریس پر جاتا ہے۔ ہمارا نسل میں مرد جوان نہیں ہوتا..... پہلے لڑکا ہوتا ہے، فوراً فوراً ختم بڑھا ہو جاتا ہے۔
- لطیف: بات یہ ہے سیٹھ صاحب کہ اگر آپ کو پتہ ہو کہ وہ وہاں کس ہوٹل میں ہے تو.....
سیٹھ: (ہنستا ہے) ارے غچہ دیا کھلا..... ٹھینگا دکھا دیا! ارے ادھر کا مرد کھوب الٹا ہوتا ہے..... ہمارا جنانی جات تو خدا کھر کیسا ہے! اپنے باپ کی قبر سے باندھ کر رکھتا ہے..... آدمی ہے، کھوب آدمی!
- (ہنستا چلا جاتا ہے۔ کسمرہ اس پر آتا ہے۔ لطیف اور ستارہ حیران بیٹھے ہیں۔)

کٹ

سین 15 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ اور لطیف شاہ جمال کے مزار پر۔ ستارہ نے سر پر سفید چادر لے رکھی ہے اور وہ بہت پریشان حال ہے۔ لطیف اور وہ دونوں جوتیاں پکڑاتے ہیں۔ کسمرے کو میز ہیوں پر اوپر رکھا جاتا ہے۔ دونوں میز ہیاں چڑھتے ہیں۔)

کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور دن

(عورتوں والی سائیڈ پر مزار کے ساتھ لگ کر ستارہ بیٹھی ہے۔ دعا کیلئے ہاتھ اٹھے ہیں ساتھ آنسو گر رہے ہیں۔ اس پر سپر امپوز کیجئے: دھمال، بڑے ڈھول کی آواز۔)

کٹ

سین 17 ان ڈور شام کا وقت

(ستارہ بیٹھی قرآن پڑھ رہی ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ وہ جلدی سے قرآن بند کر کے فون کی طرف بھاگتی ہے۔ اب بولنے کی آواز نہیں آتی لیکن ستارہ کے expressions ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے وہ سکندر کے فون کا انتظار کر رہی تھی اور مایوس ہو گئی ہے۔ اب کچھ دیر وہ فون پر تیز تیز باتیں کرتی ہے۔)

کٹ

سین 18 آؤٹ ڈور دن

("The river" جہاز کو بیگ گراؤنڈ میں رکھ کر کار میں عاشی اور سکندر جارہے ہیں۔)

کٹ

سین 19 آؤٹ ڈور دن

(Ship کے مختلف حصوں میں عاشی اور سکندر۔ اس پر وہی ڈھول کی آواز سپر امپوز کیجئے جو مزار پر بج رہی تھی۔)

کٹ

(ایک بوڑھی خزانہ نائیکہ اپنے سستے قسم کے ڈرائیگ روم میں بیٹھی ہے۔ یہ عاشی کی ماں ہے۔ پاس ہی ستارہ اور لطیف بیٹھے ہیں۔)

نائیکہ: ٹھیک بابا، ٹھیک..... میں عاشی کی ماں ہو لیکن بی بی میں عاشی نہیں ہوں۔ جو بات آپ کو کرنی ہو، آپ عاشی سے کریں۔

ستارہ: میں تو ایک منت لے کر آپ کے پاس آئی تھی (آنکھوں کو رومال سے پونچھ کر) ماں سمجھ کر!

نائیکہ: بی بی ہمیں کون ماں سمجھتا ہے! آپ ان آنسوؤں کو خواہ مخواہ برباد نہ کریں..... آجائیں گے سکندر صاحب اگر ان کو آنا ہوا!

لطیف: ستارہ آپا! بہت پریشان ہیں۔ چار دن سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔ خدا قسم بڑا ترس آتا ہے۔

نائیکہ: ہاں تجھ کو تو ترس آنا ہوا..... خوابے کا گواہ ڈڈو!

ستارہ: جی مجھے کوئی کسی سے جھگڑا نہیں کرنا، کسی سے شکایت نہیں کرنی..... میں تو (ہاتھ

جوڑ کر) بڑی مسکین ہوں۔ خدا جانتا ہے پہلے ہی میرے ساتھ انڈسٹری میں بہت سکیئنڈل وابستہ ہو چکے ہیں۔ شاید..... اس بار اگر کچھ ہو گیا تو میں اس کی تاب نہ لاسکوں گی۔ آپ یقین کریں میرا گھریا، بنک بلینس، رشتہ دار، انگ ساک کوئی نہیں ہے۔ میرے پاس اپنا کچھ نہیں، اللہ اور رسول کے سوائے۔

(نائیکہ کو اب ترس آ جاتا ہے۔ وہ اٹھ کر ستارہ کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہے۔ یہاں وہ مکمل

ایک ماں کی شکل ہے۔ ستارہ اس کے سینے پر سر رکھ کر رونے لگتی ہے۔)

لطیف: ستارہ بی بی..... میڈم جی..... بی بی..... اللہ کار ساز ہے!

نائیکہ: (محبت کے ساتھ اسے دلاسا دیتے ہوئے) جس کے پاس اللہ اور رسول کا نام ہو:

اسے اور کیا چاہیے بیٹے..... ہم نے ساری عمر ان ہی کے سہارے کاٹ دی.....

لطیف: (نائیکہ کو نرم پا کر بہت منت کے ساتھ) یہ دل کی بہت اچھی ہیں بی بی جی۔ خدا

قسم اگر آپ ان کی مدد کریں گی تو یہ ساری عمر آپ کا احسان نہیں بھلائیں گی.....
ن کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ مجھے میرے بچوں کی قسم ہے بی بی جی، میں جھوٹ نہیں
بول رہا۔

دیکھو بھائی میرے..... جب تک وہ میرے قابو میں تھی اور بات تھی۔ میں تو خود
ساری عمر میڈم کے گانے کی عاشق رہی ہوں۔ ان کی سفارش تو میں خود آپ
ہوں۔ پر کیا کروں، وہ ہو گئی ہے ایکٹریس۔ اب وہ اپنا پروگرام خود بناتی ہے، مجھے
تھوڑی پوچھتی ہے۔ اب وہ مکمل طور پر آزاد ہے۔

آپ کو تو پتہ ہو گا وہ کس ہوٹل میں ہیں؟ خدا کے لئے مجھے صرف ہوٹل کا پتہ بتا
دیں آپ۔

دیکھ میرے بیٹے، میرا تجربہ زیادہ ہے۔ اگر تو میری بات مانے تو کبھی مرد کے پیچھے
مت جانا..... اسے آنا ہو گا تو خود آجائے گا..... نہیں آنا ہو گا تو ساری عمر تو منتیں
کرتی رہ، وہ تیرے گھر میں رہے گا لیکن تیرے پاس کبھی واپس نہیں آئے گا۔
لاکھ روپے کی بات کی بی بی جی، لاکھ روپے کی۔

ان کے مشورے پر عمل کریں اللہ کے واسطے، یہ بڑے تجربے کی بات کر رہی
ہیں۔

کاش تیرے اندر میرا دل ہو تا اور اس میں وہی آگ لگی ہوتی جو میرے دل میں لگی
ہے..... تو تو دن رات مشورے دے دے کر مجھے زچ نہ کر دیتا۔

اتنا میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر سکندر صاحب یہاں آگئے تو میں انہیں گھر بھیج دوں
گی۔ لیکن اگر انہوں نے عاشی کو دل دے دیا ہے تو اس کے لوٹانے کا میں وعدہ
نہیں کر سکتی..... یہ میری مجبوری ہے۔

بہت بہت شکریہ جی!

(اٹھتی ہے۔ پھر جلدی سے نائیکہ کا ہاتھ چومتی ہے۔ نائیکہ اس کے سر کو چوم کر کہتی ہے:)

خدا نے تجھے پرندوں جیسی آواز دی تھی..... کیا تجھے پرندوں جیسا دل نہیں دے
سکتا وہ؟ آزاد رہ بیٹی! کیوں مرد کا پھندا گلے میں ڈالتی ہے..... کبھی اس ڈال پر بیٹھ،

کبھی اس پر..... باغ بھرا پڑا ہے، شاخوں سے۔

ستارہ: آپ کو کیا پتہ میرے دل کو کیا ہو گیا!

نائیکہ: اس دل کو نکال پھینک بیٹے دفع کر..... دل کو ساتھ رکھ کر کون خوش رہ سکا ہے دنیا میں!

کٹ

سین 21 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ اور لطیف کراچی ایئرپورٹ پر اترتے ہیں۔)

کٹ

سین 22 آؤٹ ڈور دن

(انٹرکاسٹی نینٹل کراچی میں ستارہ اور لطیف ٹیکسی میں آتے ہیں۔ مین پورچ میں ٹیکسی

رکتی ہے۔ دونوں اترتے ہیں۔)

کٹ

سین 23 ان ڈور دن

(ستارہ اور لطیف دونوں ہوٹل میں کاؤنٹر پر کمرہ لیتے ہیں۔)

کٹ

سین 24 آؤٹ ڈور دن

(عاشی اور سکندر ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار سمندر کی سیر کر رہے ہیں۔)

کٹ

سین 25 ان ڈور رات

(ستارہ اور سکندر اپنے گھر کے بیڈروم میں۔ ستارہ کا دل اور دماغ مجروح ہے۔ وہ ہر بات کا بہت بچے انداز میں اظہار کرتی ہے۔ سوائے آخر میں جہاں وہ چیختی ہوئی بھاگتی ہے سارے

سین میں Depressed ہے، البتہ سکندر کا رویہ چور اور چتر کا ہے۔)

(نائیٹ سوٹ پہنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا چہرے پر کریم لگا رہا ہے) جناب سات سلام ہیں تم آرٹسٹ لوگوں کو! ہم لوگ سوڈو ہیں، نقلی ہیں لیکن بہتر انسان ہیں۔ آپ کی تمام برادری خوف کی ماری ہوئی ہے..... آپ سب آدم خور پودے ہیں۔ کسی معصوم آدمی کو آپ کے قریب نہیں پھلکانا چاہیے۔ کھا جائیں گے آپ دنوں میں اسے۔

(ستارہ: تم کو کیا پتہ سکندر آرٹسٹ کس قدر ideals کی تلاش کرتا ہے۔ اس کا ہر آئیڈیل جب ٹوٹتا ہے، وہ خود مر جاتا ہے..... وہ تبدیلی کو کبھی قبول نہیں کرتا۔ جب وہ محبت کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ محبت ابدی ہو جائے حالانکہ محبت تو بحری رو کی مانند ہے..... اسے کئی جزیروں پر، کئی ساحلوں پر، کئی براعظموں کے گرد سر پھلکانا ہوتا ہے۔ جب وہ کسی خیال، کسی مشن، کسی نظریے کی گرفت میں آ جاتا ہے تو پھر اس کی ٹوٹ پھوٹ برداشت نہیں کر سکتا۔ کیا تم اتنی بات نہیں سمجھ سکتے سکندر! جس قدر زیادہ آرٹسٹ Idealistic ہوتا ہے اسی قدر اس کی موت زیادہ کرہناک ہوگی۔)

(جیسے اس نے کوئی بات نہیں سنی۔ وہ آرام سے پلنگ پر لیٹتا ہے۔) شب بخیر!

(کمر موڑ لیتا ہے اور لا تعلقی سے آنکھیں بند کرتا ہے۔)

ستارہ: (سکندر پر جھک کر اس کے پاس بیٹھتی ہے۔ اس کے آنسو بے اختیار سکندر کے چہرے پر گرتے ہیں۔) تم کو کیا پتہ آرٹھٹ کا دل تو کسی عبادت گاہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس میں ہر وقت ہر گھڑی عبادت ہوتی رہتی ہے..... کسی انسان کی پرستش، کسی نظریے کی، کسی لگن کی..... کوئی دھن، کوئی بت، کوئی تصویر یہاں ضرور منگی رہتی ہے۔ تم بھی عجیب انسان ہو..... بغیر جوتے اتارے ہی عبادت گاہ میں چلے آئے ہو کچھ سوچ سمجھ لیا ہوتا کہ تمہارے جوتوں کے ساتھ کس قدر برساتی کچھڑ لگا ہے۔

سکندر: (ناراضگی کے ساتھ ایک دم اٹھ کر) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میں تھکا ہوا ہوں..... آپ کسی اور جگہ جا کر جوتے پالش نہیں کر سکتیں!

ستارہ: ایک دفعہ میری طرف دیکھو سکندر!

سکندر: میں وہاں دیکھ کر کیا کروں گا؟ میرے لئے وہاں ہے کیا..... 'لعنیتیں'، 'الزلمات'، شکایتیں!

ستارہ: تمہاری آنکھوں میں تو بن کہے زخم مندمل کر دینے کا اعجاز تھا سکندر!

سکندر: بس اب سو جائیں..... صبح آپ اپنے وکیل سے مل لیں۔

ستارہ: اب بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے سکندر!

سکندر: جو ہونا تھا، آپ کے میرے درمیان ہو چکا..... آپ مجھے دھمکیاں نہ دیں۔ محترمہ!

آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ اب انڈسٹری میں میری بدنامی کروا سکتی ہیں! بی بی صاحبہ، میری شہرت اتنی دور نکل گئی ہے کہ اب اسے بدنامی کی بریکیں نہیں روک سکتیں..... اور اگر آپ کا خیال ہے کہ ہاپ میرے دکھڑے پروڈیوسروں کے سامنے رور و کر اپنی مارکیٹ بحال کر لیں گی تو اس خیال میں بھی نہ رہیں..... آپ کی جگہ کب کی پر ہو چکی ہے.....

ستارہ: یہ تم سے کس نے کہا سکندر کہ..... کہ میں..... دوبارہ انڈسٹری میں جانا چاہتی ہوں؟ وہ فیصلہ تو میں کبھی کا کر چکی۔

سکندر: آپ کو بہت گھمنڈ ہے اپنی آواز پر!

(دکھ سے) کیا میرے اللہ..... یہ آواز بھی میری کیا دشمن ہوئی!
 (یکدم دوبارہ لیٹ کر) میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں.....
 گڈنائٹ!

سنو سکندر!..... خدا کے لیے تھوڑی دیر کے لئے جھوٹ کہو..... مجھے کسی طرح یقین دلاؤ کہ یہ سب جھوٹ ہے..... تمہارے میرے درمیان کوئی نہیں آیا۔ کوئی آہی، نہیں سکتا..... اور..... اگر بالغرض..... کوئی آیا ہے تو یقین رکھو کہ میں تمہیں معاف کر دوں گی..... لیکن..... تم اس بات کا خیال رکھو خدا کے لئے کہ اس وقت میرے اندر..... دو لوگ مر رہے ہیں..... ایک آرٹسٹ ہے جس کا آئیڈیل ٹوٹ رہا ہے، ایک عورت مرن کنارے پڑی ہے..... جس کی محبت کو قتل کر دیا گیا.....

تم چاہتی ہو کہ میں بغیر مجرم ہوئے ایک سنگین جرم کا اعتراف کروں اور پھر تم کسی بادشاہ کی طرح..... فیاض بادشاہ کی طرح مجھے معاف کر دو..... اور اس معافی ملنے کی خوشی میں باقی ماندہ ساری زندگی میں تمہارے پاؤں دھو دھو کر پیوں۔

میں خود تمہارے پاس رحم طلب کرنے آئی ہوں سکندر..... سمجھنے کی کوشش تو کرو۔

ستارہ صاحبہ! میں آپ کے ہر پھندے، ہر رمز سے آشنا ہوں۔ آپ احسان کرنا چاہتی ہیں، اور کر سکتی تھیں..... آپ لوگوں کو مہربانیوں سے باندھ کر اپنا غلام بنانا چاہتی تھیں..... کچھ لوگ ڈنڈے سے حکومت کرتے ہیں، کچھ آپ کی طرح زیادہ بے رحم اور جلا د صفت ہوتے ہیں..... تھپکیاں، لوریاں دے کر مار گراتے ہیں۔

یہ کیسی آواز ہے..... یہ کیسا جنگل ہے سکندر جہاں صرف ہم دونوں ایک دوسرے کو شکار کر سکتے ہیں!

(پاس والے پلنگ پر بیٹھ کر) جو میری چھوٹی ماں تھی ناں، وہ میرے ابا سے ڈرتی

تھی..... دراصل اسے اپنے اوپر اعتماد نہیں تھا۔

سکندر: (اٹھ کر) آپ گول مول باتیں نہ کریں۔ جو افواہیں آپ نے میرے متعلق سنی تھیں، ان کو سن کر اور میرے تعاقب میں تجسس کی انگلی پکڑ کر آپ نے میرے اعتماد کو مجروح کیا ہے۔

ستارہ: تم اسے بحال کر سکتے ہو!

سکندر: یہ بتائیے کہ اس الماری میں جس قدر اخبار ہیں اور ان اخباروں میں جتنے سیکینڈل ہیں، کیا وہ سب سچ تھے؟

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) ٹھیک ہے! ایسے ہی..... اسی طرح..... مجھے الزام دیتے رہو۔ لیکن محبت کے ساتھ۔ سکندر! میرے دل کے اندر کہیں پھانس چھ گئی ہے، سوئی سے نکالو ضرور لیکن آہستہ۔

سکندر: (اور طنز سے) میرے کان پک گئے ہیں سنتے سنتے! آپ لوگ گویے بہت بچے ہوتے ہیں اور کبھی کسی کا جھوٹا نہیں کھاتے..... تو پھر آج آپ دل کھول کر جی سنیں گی؟

ستارہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے سکندر؟

سکندر: میں آپ کے احسانات سے، آپ کی شیریں زبانی سے، آپ کی نیکیوں سے نگ آگیا ہوں۔ آپ وہ پھانسی ہیں جو گلے پر فٹ نہیں آتی، صرف آنکھوں کے سامنے ٹنگی رہتی ہے۔

ستارہ: یہ بھی کیا قیامت ہے! ہر کھڑکی سے ایک ہی سا منظر نظر آتا ہے۔

سکندر: میں نے..... اس پھانسی سے بھاگ کر..... زندگی کے بیس دن کھلی فضا میں ایک آزاد عورت کے ساتھ بسر کئے ہیں۔ کر لیجئے جو میرا کرنا ہے..... نکال دیجئے مجھے گھر سے اگر نکالنا ہے!

ستارہ: (دکھ سے) اب نکالنے کی میری باری نہیں ہے سکندر.....

سکندر: لیکن آج سب حساب بے باک ہوں گے..... مہربانیوں کے، محبتوں کے..... آپ کو بھی آج سچ سننا پڑے گا۔

خدا کے لئے مجھ سے سچ نہ بولو سکندر..... میں اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔
 ستارہ: محترمہ! آپ ہی برداشت نہیں کرتی رہیں، میں نے بھی اپنے سینے پر صبر کی کئی
 سکتیں رکھی تھیں۔

یا میرے اللہ! اب میں نے کیا کیا ہے؟
 ستارہ: آپ کا ماضی جس قدر گھناؤنا ہے، اس کی میں نے کبھی پرواہ نہیں کی لیکن..... بعد
 میں جو کچھ ہوتا رہا ہے، اس سے میں غافل نہیں رہا..... میری سی آئی ڈی بھی کچھ
 کم کام نہیں کرتی۔

کیا کیا ہے میں نے سکندر؟
 ستارہ: (اب ستارہ میں نرمی کم ہوتی جاتی ہے۔)
 باقی باتیں چھوڑو..... یہ افتخار صاحب کیوں آتے ہیں میری غیر موجودگی میں؟
 ستارہ: سکندر!

محترمہ! جو عورت کراچی کے ہوٹل میں ماسٹر لطیف کے ساتھ آسکتی ہے، اسے
 کسی اور پر الزام دھرنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟
 ستارہ: (برف کی طرح ٹھنڈی پڑ جاتی ہے) آہ!

ماسٹر لطیف سے تمہارا کیا رشتہ ہے میڈم؟ وہ تمہارے ساتھ کراچی کیوں گیا تھا؟
 ستارہ: میرے ہوتے ہوئے تم نے اس بڑھے چلی کو کیوں پسند کیا؟ بولو..... جواب دو!
 اس کالے سر کے ساتھ پرانا خجواگ ہے ناں؟

(ستارہ زور سے اپنے منہ پر طمانچہ مارتی ہے اور باہر کی طرف بھاگتی ہے۔)
 ستارہ: (جیج کر) ایسے نہیں ہو سکتا..... نہیں نہیں، ایسے نہیں ہو سکتا..... نہیں، ایسے
 نہیں ہو سکتا!

(وہ کمرے سے نکل جاتی ہے۔ رینگ پر جاتی ہے۔ پیچھے پیچھے سکندر ہے۔ ستارہ دیوانہ وار
 یہی جملہ دہراتی سیرھیاں اترتی ہے۔ اس وقت افتخار سیرھیاں چڑھ کر اوپر کی طرف آ رہا
 ہے۔ دونوں درمیان میں ملتے ہیں۔ ستارہ ابھی تک ویسے ہی بولتی جا رہی ہے۔ افتخار اسے
 دونوں بازوؤں میں لیتا ہے۔ پیچھے سے سکندر کا اونچا قہقہہ آتا ہے۔)

سکندر: ہو سکتا ہے..... ہو سکتا ہے!

(افتخار محبت سے ستارہ کو تھپکتا ہے۔ وہ افتخار کی طرف چہرہ اٹھا کر قریباً سرگوشی میں کہتی ہے: ”نہیں نہیں، ایسے نہیں ہو سکتا۔“ افتخار آہستہ آہستہ جیسے بچے کو تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے:)

افتخار: ہو سکتا ہے، ہو سکتا ہے..... بلکہ ہمیشہ ہوتا ہے!

قسط نمبر (7)

کردار

ستارہ

افتخار

سکندر

ماسٹر فضل

ماسٹر لطیف

آپاراشدہ

نگینہ

عاصم

غوری: فلم ڈائریکٹر

عاشی

سلیم: نگینہ کا ہونے والا دوا لہا

اور افتخار کے ملازمین

(سکرپٹ نمبر 6 میں جہاں ستارہ اپنے منہ پر طمانچہ مارتی ہے، وہاں سے سکرپٹ نمبر 7 شروع کیجئے اور جہاں وہ افتخار کے بازوؤں میں جاتی ہے اور افتخار کہتا ہے، 'ہو سکتا ہے' ہو سکتا ہے بلکہ ہمیشہ ہوتا ہے۔ یہاں تک پچھلے سکرپٹ کا چنگ دکھائیے۔ اس کے بعد نیا سکرپٹ شروع ہوتا ہے۔)

سین 1 ان ڈور دن کا وقت

(ہوٹل کا کمرہ)

(ستارہ بیڈ پر بیٹھی ہے۔ اس کے کپڑے وہی ہونے چاہئیں جو پچھلے سین میں تھے۔ وہ جیسے ساری رات نہیں سوئی۔ چوری چوری وہ ادھر ادھر دیکھتی ہے اور پھر اٹھ کر فون کے پاس پہنچتی ہے اور نمبر ملاتی ہے۔ افتخار داخل ہوتا ہے۔ اس نے شلوار قمیص اور اچکن پہن رکھی ہے۔ جس وقت ستارہ چوری چوری فون ملارہی ہے، وہ دروازے میں آکر کھڑا ہوتا ہے جیسے ستارہ کو دواچ کر رہا ہو۔)

افتخار: ستارہ! فون رکھ دو۔ کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (ستارہ فون رکھتی ہے) Keep it

Back

افتخار: اس کو معلوم ہے تم میرے ساتھ ہوٹل میں آئی ہو۔ فون نمبر بھی وہ جانتا ہے۔ ایک بار اسے اجازت دو کہ وہ ایک مرد کی طرح تم سے محبت کرے۔ تم کسی کو چانس تو دو۔ خدا کے لیے کہ وہ تم سے پیار کر سکے۔

ستارہ: میں جانتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے افتخار وہ مجھے کبھی فون نہیں کرے گا۔ وہ بہت حساس ہے۔

افتخار: وہ حساس نہیں ہے، بد معاش ہے۔ کمینہ ہے۔

ستارہ: ہے حساس اور صرف حساس۔

افتخار: نہیں ہے۔ حساس مرد چاہے لاکھ اپنی بیوی سے ناراض ہو، وہ اپنی بیوی کو کسی غیر